قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (ال عمران: 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 10 جولائی 2020ء | 18 ذوالقعدہ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:164

## فرمانِ رسول ﷺ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

’’جس کے ہاں بچہ کی ولادت ہو اور وہ بچہ کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو بچہ کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کے طور پر ذبح کرے۔‘‘

(سنن ابو داؤد کتاب الضحایا باب فی العقیقۃ حدیث نمبر: 2839)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

’’رسول کریم ﷺ نے اپنے نواسوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کے طور پر ایک ایک دنبہ ذبح کرایا۔‘‘

( سنن ابو داؤد کتاب الضحایا باب فی العقیقۃ حدیث نمبر: 2838 )

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

### مسنون عقیقہ

ایک صاحب کا حضرت اقدس کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ اگر کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہو تو کیا یہ جائز ہے کہ وہ عقیقہ پر صرف ایک بکرا ہی ذبح کرے؟

فرمایا: عقیقہ میں لڑکے کے واسطے دو بکرے ہی ضروری ہیں۔ لیکن یہ اس کے واسطے ہے جو صاحبِ مقدرت ہے۔ اگر کوئی شخص دو بکروں کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اور ایک خرید سکتا ہے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ ایک ہی ذبح کرے اور اگر ایسا ہی غریب ہو کہ وہ ایک بھی قربانی نہیں کر سکتا تو اس پر فرض نہیں کہ خواہ مخواہ قربانی کرے۔ مسکین کو معاف ہے۔

(بدر 26دسمبر 1907ء صفحہ 2)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں قادیان میں تقریبًا ایک ماہ تک ٹھہرا رہا۔ مولوی عبد اللہ صاحب سنوری بھی وہاں تھے۔ مولوی صاحب نے میرے لئے جانے کی اجازت چاہی اور میں نے اُن کے لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی نہ جائیں۔ اس عرصہ میں مولوی صاحب کو ان کے گھر سے لڑکے کی ولادت کا خط آیا۔ جس پر مولوی صاحب نے عقیقہ کی غرض سے جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا: اس غرض کے لئے جانا لازمی نہیں۔ آپ ساتویں دن ہمیں یاد دلادیں اور گھر خط لکھ دیں کہ ساتویں دن اس کے بال منڈوا دیں۔ چنانچہ ساتویں روز حضور نے دو بکرے منگوا کر ذبح کرادیئے اور فرمایا: گھر خط لکھ دو۔ (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 38)

## ارشاد باری تعالیٰ

ذٰلِکَ وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ
(الحج 33)

یہ (اہم بات ہے) اور جو کوئی شعائر اللہ کو عظمت دے گا تو یقیناً یہ بات دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔

## فرمان خلیفہ وقت

### آئندہ نسلوں کی تربیت کے تقاضے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 مارچ 2004ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

اس زمانے میں ہم احمدیوں پر عدل و انصاف کو قائم رکھنے کی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم اس بات کے دعوے دار ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو پہچانا اور اس کی بیعت میں شامل ہوئے۔ وہ امام جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حَکَم اور عدل کہا ہے۔ جہاں وہ امام ان خصوصیات کا حامل ہو گا، وہاں اس کے ماننے والوں سے بھی یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ عدل کے اعلیٰ معیار قائم کریں……. اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اس دنیا میں امن، صلح اور عدل کی فضا پیدا کرنے والے ہوں، قائم کرنے والے ہوں اور اس لحاظ سے اپنی نسلوں کی تربیت کرنے والے بھی ہوں۔ کیونکہ آئندہ دنیا کے جو حالات ہونے ہیں اس میں احمدی کا کردار ایک بہت اہم کردار ہو گا جو اس کو ادا کرنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل لنڈن 19 تا 25 مارچ 2004ء ص 8)

## اس شمارہ میں

● آقا مرے انمول ہیں (منظوم)
○ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ 3/ دسمبر 2010ء
● علیکم بالشفائین: العسل و القرآن
○ مالی نظام

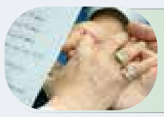

**دربارِ خلافت**

# ستائیسویں جلسہ سالانہ کینیڈا 3002ء کے موقع پر افتتاحی پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

## جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اس لئے قائم فرمایا ہے کہ اسلام کی اس دلکش تعلیم کو از سرِ نو زندہ کریں اور دنیا کو بتائے کہ اسلام حقیقتاً امن اور آشتی کا مذہب ہے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اعلان کرتا ہے کہ ساری مخلوق خدا تعالیٰ کی عیال ہے اور خدا کے نزدیک وہی شخص محبوب ہے جو اس کی عیال سے محبت حسن سلوک بجالاتا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو یہی تعلیم دی ہے کہ بنی نوع سے ہمدردی اور پیار کا سلوک کیا جائے آپ فرماتے ہیں:-

’’ہمارا یہ اصول ہے کل بنی نوع کی ہمدردی کرو اگر کوئی شخص ہند و ہمسائے کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اٹھتا کہ آگ کو بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں مجھ سے نہیں۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں دیکھتا کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور اس کو چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم سے نہیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں ہاں جہاں تک ممکن ہو ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں‘‘

(سراج منیر صفحہ ۸۱)

قرآن کریم میں جو جہاد کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنی کو غلط رنگ دے کر جاہل مولویوں نے لوٹ مار اور قتل و غارت کے ایسے منصوبے عوام کو سکھائے جن کا اسلامی تعلیمات سے دور کا بھی تعلق نہیں یہ اسلامی جہاد نہیں بلکہ نفس امارہ کے جوشوں کے تابع سرزد ہونے والی ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئی ہیں۔ اور جو اپنے گھناؤنے پن کی وجہ سے اسلام کے حسین چہرے پر ایک داغ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:-

’’موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے میں جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں بلکہ صریحاً خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے۔.......... اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسلمان رہزنوں اور ڈاکوؤں کی طرح بن جائیں اور جہاد کے بہانہ سے اپنے نفس کی خواہش پوری کریں‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 17-18 (اخبار نیو کینیڈا جلد 16 نمبر 12 مورخہ 18 جولائی 2003ء)

## آج کی دعا

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: ’’اے زندہ اور قائم خدا! میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر مدد کا طالب ہوں‘‘۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی بے قراری اور گھبراہٹ سے نجات کی جامع دعا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کو جب کوئی مصیبت اور بے چینی ہوتی تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ پوری عالم انسانیت پر چھائی تمام مصیبتیں، پریشانیاں، وبائیں جلد دور فرمائے۔ سب پر اپنا رحم فرمائے۔ آمین

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

## آقا مرے انمول ہیں

اللہ کی تائید ہو اللہ کی اماں ہو
افضال کی بارش ہو مرا آقا جہاں ہو

آقا مرے انمول ہیں اور نادر و نایاب
اے قادر و قیوم تو ہر پل نگراں ہو

وہ نور ہے جیسے ہو کوئی چاند کا ٹکڑا
اخلاق ہے جیسے کوئی قرآں کا بیاں ہو

دنیا کی ہر اک قوت و طاقت سے غنی ہے
جس شخص کے ہمراہ وہ خود یار نہاں ہو

لازم ہے کہ ہر سانس ہو اسلام کی خاطر
اک جہد مسلسل میں ہر اک پیرو جواں ہو

قدرت کبھی جھوٹوں کی حمایت نہیں کرتی
کھلتے ہیں وہیں پھول کہ سچائی جہاں ہو

ہر ملک میں اب نعرہ ء تکبیر ہی گونجے
دنیا میں ہر اک سمت اب آواز اذاں ہو

اے کاش کہ اب نیکی کے معیار ہوں اونچے
ہر شخص مسیحا کی صداقت کا نشاں ہو

(امۃ الباری ناصر)

# خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 03/ دسمبر 2010ء بمطابق 03/ فتح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن

## ظلم، تکالیف اور مشکلات سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

دشمن جب اپنی دشمنی کی انتہا کو پہنچتا ہے، اللہ والوں کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کے حیلے اور حربے استعمال کرتا ہے، مختلف طریقے سے نقصان پہنچانے کے لئے منصوبہ بندیاں کرتا ہے، جانی اور مالی نقصان پہنچانے کے لئے جو بھی اس سے بن پڑتا ہے کرتا ہے۔ ہر عمر اور ہر طبقے کے افراد کو ہر وقت ذہنی اذیتیں پہنچانے کے لئے اور ان کا ذہنی سکون برباد کرنے کے لئے گھٹیا ترین اور انسانیت سے گرے ہوئے کام کرتا ہے۔ حتیٰ کہ نہ بچے کا لحاظ، نہ بوڑھے کا لحاظ، نہ عورت کا لحاظ رہتا ہے۔ ظالمانہ اور بہیمانہ روشیں اپنا لیتا ہے تا کہ ان اللہ والوں کو اللہ کی رضا کے حصول سے دور ہٹانے کی کوشش کرے۔ تو اُس وقت صبر و استقامت دکھانے والے مؤمنین اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہیں۔ دشمن کی اس انتہا اور اس کے نتیجے میں مومنین کی اس کیفیت کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ایک شعر میں یوں کھینچا ہے۔ فرمایا:

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

پس یہ وہ نقشہ ہے جو مجبور و مظلوم مؤمنین کا اُن کی مجبوری اور مظلومیت کی حالت اور اُس کے ردّ عمل کے طور پر ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اور آج یہ کیفیت اس روئے زمین پر دنیا کے بعض مسلمان ممالک میں سوائے احمدیوں کے کہیں اور ہمیں نظر نہیں آتی اور پاکستان میں اس کی انتہا آئے دن ہمیں دیکھنے میں آتی ہے۔

اس شعر میں جہاں ایک طرف دشمن کی انتہائی حالت کا ذکر ہے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے اور صبر و استقامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکتے چلے جانے والوں کا ذکر ہے۔ دشمن پر واضح کیا گیا ہے کہ تم نے تو یہ شورشیں، یہ زیادتیاں، یہ ظلم، یہ بربریت ہم پر اس لئے روا رکھی کہ ہم تمہاری بات مان کر تمہارے پیچھے چل پڑیں گے۔ تمہارے آگے ہاتھ جوڑ کر رحم کی بھیک مانگیں گے۔ تمہارے پاؤں پڑ کر تم سے زندگی کی فریاد کریں گے لیکن یہ سب تمہاری بھول ہے۔ ہم تو اُس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس نے خود بھی صبر اور عالی ہمتی کا عظیم نمونہ دکھایا اور اپنے صحابہ میں بھی قوتِ قدسی سے وہ جذبہ پیدا کیا جس نے صبر و استقامت کے وہ عظیم معیار قائم کر دیئے جن کا ذکر مَیں نے گزشتہ خطبات میں کیا تھا۔ ظلم و تعدی نے اُن سے اَحد اَحد کا نعرہ تو لگوایا لیکن کسی بُت کے بڑا ہونے کا نعرہ نہیں لگوایا۔ ظلم بڑھے تو ان کی سجدہ گاہیں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے تو تَر ہوئیں، کسی بُت یا بُت کے پجاری کے آگے ماتھا ٹیک کر گڑگڑاتے ہوئے نہیں۔ پس جب ہمیں حکم ہے کہ اُن نمونوں کو پکڑو تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اس اَصل کو بھول کر ان دشمنوں کے پیچھے چل پڑیں، ان مخالفینِ احمدیت کے پیچھے چل پڑیں۔ ہمیں ہمارے ایمان سے ہٹانے کی ہر کوشش اِنہی پر الٹ جائے گی۔ ان کے تمام منصوبے اکارت جائیں گے۔ ان کی خواہشات کبھی پوری نہیں ہوں گی، اس لئے کہ ہم نے اپنے سچے وعدوں والے خدا کو پہچان لیا ہے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ساتھ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتوں کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے تو پھر ہم ان ڈرانے والوں اور ان کے ظلموں کی وجہ سے اپنے خدا کو کس طرح چھوڑ دیں جس نے جماعت کو ہر آزمائش میں اور ہر ابتلاء سے دلوں کی تسکین پیدا کرتے ہوئے گزارا ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق پر ایمان اور یقین میں مزید پختہ کیا ہے۔ پس یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ہم اپنے خدا کو چھوڑ کر ان جیسوں کو جن کی ہمارے نزدیک ایک کوڑی کی بھی حیثیت نہیں ہے، خدا بنا لیں۔ اپنے ایمانوں کو ضائع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے دنیا و آخرت میں پیار سے محروم ہو جائیں۔ اگر یہ ان لوگوں کی سوچ ہے تو ان جیسا شاید ہی دنیا میں اور روئے زمین پر کوئی پاگل ہو۔ اگر اس سوچ کے ساتھ یہ احمدیوں پر سختیاں اور تنگیاں وارد کر رہے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ یہ مشکلات اور تکلیفیں تو ہمیں خدا تعالیٰ سے دور ہٹانے کی بجائے اس کے قریب تر کر دیتی ہیں۔ ہم تو اُن ایمان کا عرفان رکھنے والوں میں شامل ہیں اور شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جن کے بارے میں قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران:471)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دشمنوں نے کہا تھا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں اس لئے تم اُن سے ڈرو۔ اس بات نے ان کے ایمان کو اور بھی بڑھا دیا۔ اُن کو ایمان میں اور بھی مضبوط کر دیا اور انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کی ذات ہی کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ پس دشمن کا جتھہ، اُس کا ایک ہونا ہمیں ایمان میں بڑھاتا ہے۔ اس بات سے تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دیکھتے ہیں۔ اُس پر مزید یقین قائم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ جماعت کے مقابلے میں تمام دوسرے گروہ اور فرقے ایک ہو جائیں گے اور وہ ہو گئے۔ اور جب یہ ایک ہوں گے جس طرح ماضی میں انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ ایک ہوتے رہے تو اللہ والے اُس یار میں ڈوب جاتے ہیں۔ اس کی پناہ میں جا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ حَسْبُنَا اللّٰہُ۔ اللہ ہمیں کافی ہے۔ ہمیں اور کسی پناہ گاہ کی ضرورت نہیں۔ ہم صرف اور صرف اپنے خدا کی پناہ میں آتے ہیں جو حسیب ہے جو ہمارے دشمنوں کو سزا دینے کے لئے کافی ہے۔ جو دشمنوں سے بدلہ لینے کے لئے کافی ہے اور نہ صرف یہ کہ دشمن سے بدلہ لیتا ہے بلکہ اُن ظلموں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے مومنین کو انعامات سے بھی نوازتا ہے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ کے حسیب ہونے کے معانی ہر پہلو کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اور کیوں اللہ تعالیٰ مؤمنین کے لئے ہر لحاظ سے کافی نہ ہو؟ وہ بہترین کارساز ہے۔ اس سے زیادہ اور کون ہے جو اپنے بندوں کے معاملات کو سمجھ سکتا ہے۔ جب بندہ مکمل طور پر اُس کے آگے جھکتے ہوئے اُس کے سامنے اپنے تمام معاملات رکھ کر اُس پر انحصار کرتا ہے تو پھر جہاں وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے دشمنوں کی پکڑ کرتا ہے وہاں اپنے انعامات کا اعلان کرتے ہوئے بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ کی خوشخبری بھی دیتا ہے۔ اس کی وضاحت بھی میں گزشتہ خطبات میں کر چکا ہوں۔ اور پھر یار میں نہاں ہونے والے جو ان سب تکلیفوں کو جو خدا تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے انہیں دی جاتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر انہیں برداشت کرتے ہیں اُن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرۃ: 158)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر

ان کے رب کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ پس جو تمام تر تکالیف میں، تمام تر مشکلات میں، ہر قسم کی ذہنی اذیتوں سے گزرنے کے باوجود خدا تعالیٰ کا دامن نہیں چھوڑتے بلکہ پہلے سے بڑھ کر اس میں نہاں ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں ڈوبنے کی کوشش کرتے ہیں، اُس سے چمٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں روحانی بلندیاں بھی ملیں گی اور مادی اور دنیاوی انعامات بھی ملیں گے۔ اور ان لوگوں کو یہ سند بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ تمہی ہدایت پر ہو۔ اب مخالفینِ احمدیت لاکھ کہیں کہ دیکھو تمہارے بارہ میں ہم سب ایک ہیں اور تمہیں اسلام سے خارج کرنے کا ایک فیصلہ کیا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابتلاؤں اور آزمائشوں میں جب مومن میری طرف جھکتے ہیں اور میری خاطر تکالیف برداشت کرتے ہیں، جتھوں کے مقابلے پر اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہہ کر ہر تکلیف پر، ہر مصیبت پر، ہر ابتلا پر خاموش ہو جاتے ہیں تو یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ مخالفین کا ایک ہونا انہیں ہدایت یافتہ ثابت نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا تھا کہ مسیح موعودؑ کے زمانے میں تمام فرقے ایک ہو جائیں گے۔ اور ایک ہی فرقہ ہو گا جو ہدایت پر قائم ہو گا۔ پس یہ دلیل تو ان کے خلاف جاتی ہے۔ ان کا ایک ہونا جیسا کہ مَیں نے کہا اُن کو ہدایت یافتہ نہیں بناتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور اس کے آگے جھکنا، غموں اور دکھوں میں بجائے بدلے لینے کے صبر اور استقامت دکھاتے ہوئے انہیں برداشت کرنا اور برداشت کرتے چلے جانا اور اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکتے چلے جانا، یہی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کا وارث بناتی ہیں۔ اور یہی گروہ ہے جو آج بے شک اقلیت میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ ہدایت یافتہ ہے اور دنیا کی ہدایت کا باعث بننے والا ہے انشاء اللہ۔ پس اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے، رحمتوں اور برکتوں کے حصول کے لئے، ہدایت یافتہ کہلانے کا حق دار بننے کے لئے، اپنے خدا کی رحمتوں اور برکتوں کی تلاش میں ڈوبنا ضروری ہے اور پہلا قدم بندے نے اٹھانا ہے۔ پھر بندہ خدا تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنتا ہے۔ جب انسان اپنے پیارے خدا میں جو اپنے آگے جھکنے والوں کو اپنے راستے دکھاتا ہے جو گو بظاہر ایک دنیادار کو نظر نہیں آتا لیکن ہر جگہ موجود ہے۔ ایک مومن کی آنکھ تو اسے دیکھ رہی ہوتی ہے اور پھر ان پر اپنی جلوہ گری بھی کرتا ہے۔ وہ اپنے انعامات سے پہچانا جاتا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت سے پہچانا جاتا ہے۔ جب اس کے بندے دنیا والوں کی تکالیف سے پریشان ہو کر اس کے حضور جھکتے ہیں تو وہ دوڑ کر آتا ہے اور اپنے بندوں کو اپنے حصارِ عافیت میں لے لیتا ہے۔ دشمنوں سے خود بدلے لیتا ہے اور اپنے بندے کو انعامات سے نوازتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ: اس تمام قدرتوں والے اور برکتیں عطا کرنے والے، رحم کرنے والے، دعاؤں کو سننے والے خدا میں ڈوب جاؤ۔ اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرو۔ اور یہی نسخہ ہے جو مومنین کے ہمیشہ کام آتا ہے۔ پس دنیا جب بھی ان اللہ والوں کی طرف اپنے زعم میں ہر بُری چیز پھینک رہی ہوتی ہے۔ ہر قسم کی تکلیف انہیں پہنچانے کی کوشش کر رہی ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے یار میں نہاں ہونے والوں کے اوپر ہر رحمت اور برکت برسا رہے ہوتے ہیں۔ اور اللہ بھی اور فرشتے بھی یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم جتنے چاہو ان پر فتوے لگا کر اُن پر ظلم و تعدی کے بازار گرم کرو لیکن یاد رکھو کہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے وارث ہیں اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہدایت یافتہ ہیں اور اب دنیا کی ہدایت بھی انہی لوگوں سے وابستہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے میری باتوں پر ایمان لاتے ہوئے زمانے کے امام کو مانا۔

پس مَیں ان تمام احمدیوں سے کہتا ہوں جو آج کل مختلف قسم کی تکالیف کے دور سے گزر رہے ہیں۔ جو مجھے خط لکھتے ہیں اور مخالفین کی کمینی حرکات سے بچنے کے لئے دعا کے لئے کہتے ہیں کہ اپنی دعاؤں میں وہ بھی مزید توجہ پیدا کریں۔ جو لوگ براہِ راست تکلیفوں میں گرفتار نہیں ہیں وہ بھی اپنے بھائی، اپنی بہنوں اور اپنے بچوں کی تکالیف کا خیال کرتے ہوئے ان کے لئے دعائیں کریں۔ صرف اپنے نفس کو ہی سامنے نہ رکھیں، صرف اپنی مشکلات جو دنیاوی مشکلات ہیں اُنہیں ہی سامنے رکھتے ہوئے پریشان نہ ہو جایا کریں بلکہ ظلم کی چکی میں پسنے والے اپنے بھائیوں، اپنی بہنوں اور بچوں کو سامنے رکھیں۔ ہمدردی کے جذبے سے کی گئی یہ دعائیں آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائیں گی۔ حقیقی ہدایت یافتہ تو وہی ہے جو حقیقی مؤمن ہے اور حقیقی مومن وہ ہے جو اپنے مؤمن بھائی کے درد کو بھی، اُس کی تکلیف کو بھی اپنے درد اور اپنی تکلیف کی طرح محسوس کرتا ہے۔ جس طرح جسم کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے اس طرح ایک مؤمن دوسرے مؤمن کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو وہ خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے۔ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

بعض طلباء بھی مجھے خط لکھتے ہیں، طالبات بھی لکھتی ہیں کہ ہمارے کالجوں، سکولوں، یونیورسٹیوں میں ہمارے ساتھی غیر از جماعت طلباء و طالبات ہمیں تنگ کرتے ہیں، مختلف قسم کے طعنے دیتے ہیں۔ پڑھائی میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ حتی کہ جو ٹیچرز اور پروفیسر ہیں وہ بھی اتنی گھٹیا سوچ کے ہو گئے ہیں کہ اپنے پیشے کی اخلاقیات کو بھی بھول گئے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ استاد ایک خاص عزت کا مقام رکھتا تھا، اس کی ایک پہچان تھی۔ قطع نظر مذہب کے ہر طالب علم کا ہمدرد بن کر اس کے علم کی پیاس بجھانے کی کوشش کرتا تھا اور یہ ایک استاد کے فرائض تھے۔ لیکن آج اخلاقیات کے دعویدار اور اپنے آپ کو سب سے اچھا مسلمان کہنے والے اپنے معزز پیشے کی بھی دھجیاں اڑا رہے ہیں اور اس پر پھر دعویٰ بھی ہے کہ یہ مذہبی غیرت ہے جس کا اظہار ہم کر رہے ہیں۔ یہ مذہبی غیرت نہیں، یہ جہالتوں کی انتہا ہے۔ جو شخص اپنے پیشے سے انصاف نہیں کرسکتا اس نے اسلام کی بنیادی تعلیم ہی نہیں سمجھی۔ جو شخص اپنے کینے اور بُغض کی وجہ سے انصاف کو قائم نہیں رکھ سکتا وہ اسلام کی بنیادی تعلیم سے بھی روگردانی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا (المائدہ: 9) کہ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کام پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے کام نہ لو۔ پس یہ لوگ پڑھے لکھے جاہل ہیں جو جاہل ملاؤں کے پیچھے چل کر نہ صرف یہ کہ اپنے پیشے سے بے انصافی کر رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی بھی نافرمانی کر رہے ہیں۔ اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ پس ایک مومن کے لئے ان تمام ظلموں اور زیادتیوں کا ایک ہی حل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائیں۔ یارِ نہاں میں نہاں ہونے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں، اس میں ڈوب جائیں۔ اب یہ زیادتیاں اور یہ ظلم جو ہیں یہ صرف پاکستان تک نہیں ہیں بلکہ بعض مسلمان امیر ممالک ہیں جو اپنے تیل کی دولت کے بل بوتے پر غریب ملکوں میں بھی نفرتوں کی دیواریں کھڑی کر رہے ہیں۔ دلیل سے مقابلہ تو یہ لوگ کر نہیں سکتے۔ اگر اس سے کریں تو یہ اُن کا حق ہے کہ کریں۔ لیکن ان کے پاس دلیل ہے کوئی نہیں، اس لئے سوائے بُغض اور کینہ اور نفرتوں کی دیواریں کھڑی کرنے کے ان کا کوئی کام نہیں رہا۔ جن غریب ملکوں کو اور خاص طور پر افریقہ کے بعض ممالک کو مدد دیتے ہیں، ایڈ مہیّا کرتے ہیں تو وہاں اپنی دولت کے بل بوتے پر احمدیوں پر بعض پابندیاں لگوانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مضبوط ایمان کے ہیں، ان کو

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پھر یہ دعویٰ بھی یہ لوگ کرتے ہیں کہ ہم اہلِ عرب ہیں۔ ہم سے زیادہ قرآن کو کون جانتا ہے؟ لیکن اس ایک حکم کو جس کی مَیں نے بات کی ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر مجبور نہ کرے، اس کو تو یہ سمجھنا نہیں چاہتے اور نہ سمجھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن جاننا ایک علیحدہ چیز ہے، بے شک جانتے ہوں گے لیکن قرآنی احکامات کو بھول گئے ہیں۔ اسی لئے اس زمانے میں مسیح ومہدی کی ضرورت تھی جو ان کو راہِ راست پر لائے جس کو یہ لوگ اب قبول کرنا نہیں چاہتے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے بجائے اسلام کی خدمت کرنے کے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ آج اسلام کے خلاف دنیا میں جو مختلف محاذ کھڑے ہو رہے ہیں اور ہوئے ہوئے ہیں اس کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں جو اپنے زعم میں اسلام کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس قسم کی حرکات کر کے یہ مخالفینِ اسلام کے بھی مددگار بن رہے ہیں۔ اور کوئی بعید نہیں کہ مخالفینِ اسلام کی شہ پر ہی یہ اس قسم کی منصوبہ بندیاں کر رہے ہوں۔ اور ان کی عقل پے پردے پڑ گئے ہیں کہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلام کو یہ توختم نہیں کر سکتے۔ یہ دین تو اس لئے آیا تھا کہ اس نے پھیلنا ہے اور پھلنا ہے اور بڑھنا ہے اور انشاء اللہ بڑھے گا اور اسی لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا جو جری اللہ بن کر آئے اور اب آپ کی جماعت کا یہ کام ہے کہ اس دین کے پھیلانے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے اپنی سرتوڑ کوشش کرے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہم کرتے رہیں گے۔

پس پھر میں اپنی پہلی بات کی طرف آتا ہوں کہ دشمن کے تمام حربوں، حیلوں کا مقابلہ چاہے وہ پاکستان میں ہیں، ہندوستان کے بعض علاقوں میں ہیں، بعض افریقن ممالک میں ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا۔ انڈونیشیا میں گزشتہ دنوں احمدیوں کے خلاف ایک جگہ پر ایک جزیرے میں فساد اٹھایا گیا۔ وہ احمدی جن کے خلاف چند سال پہلے ظلم روا رکھا گیا تھا اور ان کے گھروں کو جلایا گیا تھا، توڑ پھوڑ کی گئی تھی، ان کو گھروں سے نکالا گیا تھا، وہ ایک عرصے کے بعد جب دوبارہ حکومت کے کہنے پر ہی اپنے گھر میں آباد ہونے کے لئے آئے تو پھر اُنہی شدت پسند ملاؤں نے جن کو بعض حکومتیں پیسے دے رہی ہیں اُن کے گھروں کو دوبارہ جلایا اور ان کو مارا پیٹا اور پھر آخر حکومت نے اُن کو کہا کہ تم واپس انہی جگہوں پر چلے جاؤ جہاں پر پہلے تھے اور اپنے گھر بار ان کو چھوڑنے پڑے، اپنی جائیدادیں چھوڑنی پڑیں۔ پس جب یہ ظلم روا رکھے جاتے ہیں اور رکھے جارہے ہیں تو مومنین جو ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے چلے جاتے ہیں اور جھکتے چلے جائیں گے اور یہی ہتھیار ہیں جو ہماری فتح کے ہتھیار ہیں۔ آج یہ ظلم کرنے والے اپنے زعم میں اپنے آپ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھ رہے ہیں لیکن وقت آئے گا کہ یہی لوگ ان مومنین کے، ظلم سہنے والوں کے زیرِ نگیں کئے جائیں گے۔ ہماری فتح کا ہتھیار تو یہ دعائیں ہی ہیں اور یہی ہتھیار ہے جو دشمن کے شر ان پر الٹائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ جس شدت اور تڑپ کے ساتھ ہم اس ہتھیار کو استعمال کریں گے اُسی قدر جلد ہم احمدیت کی فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

''یہ سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعے سے ہی حاصل ہو سکیں گے۔ دعا میں بڑی قوتیں ہیں''۔ فرمایا ''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعے ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اسے ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے'' فرمایا ''اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے جس کو خشک مُلّا اور خشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نکتہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے''۔ فرمایا: ''ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 36 جدید ایڈیشن)

پس یہ ہتھیار ہے جس کو ہم نے استعمال کرنا ہے، یہ ہتھیار ہے جس کے استعمال کی انتہا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہم یارِ نہاں میں نہاں ہونے کا حق تبھی ادا کر سکتے ہیں جب اپنے فرائض کے ساتھ ہم اپنے نوافل کی ادائیگی اور دعاؤں کو اس کے نکتہ عروج پر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مزید ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 30) (اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے، گناہوں سے نجات حاصل ہو جائے تو پھر مومن کی باقی دعائیں بھی جلدی جلدی قبولیت پاتی چلی جاتی ہیں)۔ پھر فرمایا ''ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 39) (اللہ تعالیٰ تو اس بات کے انتظار میں رہتا ہے کہ کب مؤمن مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں، بشرطیکہ دعا کا حق ادا کرتے ہوئے دعا کی جائے)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: ''دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے۔ جس طرح ایک مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے جس میں وہ راحت وسرور مومن کو ملتا ہے کہ جس کے مقابل ایک عیّاش کا کامل درجہ کا سرور جو اُسے کسی بدمعاشی میں میسر آ سکتا ہے، ہیچ ہے۔ بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آجاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کا متولی ہو جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 46-45)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 148)

پس اس زمانے میں دعا کا ہتھیار ہی اہم ہتھیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے اور یہ دعا ہی کا ہتھیار ہے جس سے لیکھرام بھی اپنے انجام کو پہنچا تھا، جس سے ڈوئی کا بد انجام بھی دنیا نے دیکھا تھا۔ جس سے ہر مخالف جو آپ کی مخالفت میں انتہا کو پہنچا ذلت ورسوائی کا مورد بنا تھا۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا دعویٰ کرنے والوں کا مقابلہ بھی دعاؤں سے ہی کیا گیا تھا اور پھر ان کے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ احمدیت کے ہاتھوں میں کشکول پکڑوانے والوں اور احمدیت کو کینسر کہہ کر ختم کرنے والوں کا مقابلہ بھی دعاؤں سے ہی ہوا تھا اور ان کے نام ونشان مٹ گئے۔ آج بھی انشاء اللہ تعالیٰ مخالفتوں کی آندھیاں ان دعاؤں کی وجہ سے ہی مخالفین پر الٹیں گی۔ اور دنیا دیکھے گی کہ کس طرح احمدیت فتوحات کی نئی منزلیں طے کرتی ہے۔ پس آج بھی ہمارا کام ہے کہ دعاؤں کی طرف ایک خاص توجہ اور رغبت پیدا کریں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دعاؤں کا ٹھیک محل نماز ہے۔ ہم اپنی نمازوں میں خوبصورتی پیدا کریں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا خاص طور پر کم از کم دو نفل جماعت کی ترقی اور مظلوم احمدیوں کے لئے ادا کریں۔ ہر احمدی یہ اپنے اوپر فرض کرے۔ ایک وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کہا تھا کہ کم از کم دو نفل اپنے اوپر ضرور فرض کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرے

کو ہمیشہ یاد رکھیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ ’’جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے‘‘ (پوری توجہ پیدا ہو جاتی ہے، ہر سوچ اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، یار میں جب انسان نہاں ہو جاتا ہے ’’تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے‘‘۔ پس یہ اخلاص اور انقطاع پیدا کرنے کی اگر ہر احمدی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو پہلے سے بڑھ کر قریب تر پائے گا۔ یہ اخلاص اور انقطاع پیدا کرنے کے لئے یارِ نہاں میں نہاں ہونے کی ضرورت ہے، اُس یار میں ڈوبنے کی ضرورت ہے۔ اور جب ہماری یہ حالت ہو جائے گی تو دنیا والوں کے ہر شر سے ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہو جائیں گے جس کے ارد گرد مسلح سپاہیوں کا پہرہ ہے۔ اللہ ہمیں اس اہم نکتے کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ ’’یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دُعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے۔ (جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے) اور استقلال کے ساتھ دُعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے۔ اُس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے، یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دُعاؤں میں لگا رہے۔ وہ وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دُعاؤں کو سُن لے گا اور اسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بے شمار ہیں اس نے انسانی تکمیل کے لئے دیر تک صبر کا قانون رکھا ہے۔ پس اس کو وہ بدلتا نہیں اور جو چاہتا ہے کہ وہ اس قانون کو اس کے لئے بدل دے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتا ہے اور بے ادبی کی جرأت کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کام ہو جائیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بے صبری کرے تو بھلا بے صبری سے خدا تعالیٰ کا کیا بگاڑے گا۔ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بے صبری کر کے دیکھ لے وہ کہاں جائے گا‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 151)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنے آگے صبر و استقامت دکھاتے ہوئے، صبر و استقامت دکھاتے ہوئے جھکائے رکھے اور دعائیں کرنے میں نہ ہم کبھی تھکیں، نہ ماندہ ہوں۔ کبھی صبر کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ صبر کا مطلب ہی یہی ہے کہ استقلال سے دعائیں کرتے چلے جانا اور جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان سے کبھی پیچھے نہ ہٹنا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کریں کہ وہ ہماری دعاؤں میں، ہماری عبادتوں میں ترقی عطا فرمائے۔ ہماری عبادتوں میں اپنی محبت ڈال دے۔ جب یہ معیار ہم حاصل کریں گے تو ہم دیکھیں گے کہ مخالفین کی عارضی خوشیاں جلد حسرتوں میں بدل جائیں گی، انشاء اللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو انشاء اللہ ضرور پورا ہو گا۔

آخر میں ایک قرآنی دعا پڑھتا ہوں۔ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ (البقرۃ 251) اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثباتِ قدم بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

---

### بقیہ: مالی نظام...... از صفحہ 8

مقصد چندوں کا اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے، نہ کہ پیسے اکٹھے کرنا۔ اس لئے بالکل صحیح طریق سے بغیر کسی چیز کو، اپنی آمد کو چھپائے بغیر، اپنے بجٹ بنوانے چاہئیں جو کہ سال کے شروع میں جماعتوں میں بنتے ہیں۔ اور بجٹ بہرحال صحیح آمد پہ بننا چاہئے۔ اس کے بعد اگر توفیق نہیں تو چندوں کی چھوٹ لی جا سکتی ہے۔

## نومبائعین کو مالی نظام میں شامل کریں

پھر ایک اور بات ہے جس کی طرف مَیں عرصے سے توجہ دلا رہا ہوں کہ نومبائعین کو مالی نظام میں شامل کریں۔ یہ جماعتوں کے عہدیداروں کا کام ہے۔ جب نومبائعین مالی نظام میں شامل ہو جائیں گے تو جماعتوں کے یہ شکوے بھی دور ہو جائیں گے کہ نومبائعین سے ہمارے رابطے نہیں رہے۔ یہ رابطے پھر ہمیشہ قائم رہنے والے رابطے بن جائیں گے اور یہ چیز ان کے تربیت اور ان کے تقویٰ کے معیار بھی اونچے کرنے والی ہو گی۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ قرآن کریم میں مالی قربانیوں کے بارے میں بے شمار ہدایات ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جو بھی فضل فرماتا ہے ان کو اس میں بھی شامل کرنا چاہئے۔

## زکوٰۃ کی ادائیگی ضرور کریں

پھر زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں بعض سوال ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اس پہ بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں ان پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو کم از کم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پہ زکوٰۃ ہونی چاہئے۔ پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کو اپنی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ تو یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مارچ 2006ء، الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 اپریل 2006ء، مشعل راہ جلد پنجم حصہ سوم، ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ تعالیٰ) ص 207 تا 210)

## نظام جماعت کو اخراجات کے بارہ احتیاط کرنی چاہیے

... جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوشش کرتی ہے کہ کم از کم وسائل کو زیر استعمال لا کر زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔ یہ معاشیات کا سادہ اصول ہے۔ اور دوسری دنیا میں تو پتہ نہیں اس پر عمل ہو رہا ہے کہ نہیں لیکن جماعت اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور کرنی چاہئے۔ جو بھی جماعتی عہدیدار منصوبہ بندی کرنے والے یا کام کرنے والے یا رقم خرچ کرنے والے مقرر کئے گئے ہوں ان کو ہمیشہ اس کے مطابق سوچنا چاہئے اور منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ بے احتیاطیاں بھی ہو جاتی ہیں اس لئے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جو ذمہ دار افراد ہیں وہ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کریں کہ جماعت کا ایک ایک پیسہ بامقصد خرچ ہونا چاہئے۔ جماعت میں اکثریت ان غریب لوگوں کی ہے جو بڑی قربانی کرتے ہوئے چندے دیتے ہیں اس لئے ہر سطح پر نظام جماعت کو اخراجات کے بارے میں احتیاط کرنی چاہئے کہ ہر پیسہ جو خرچ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی پر خرچ ہو۔ جب تک ہم اس روح کے ساتھ اپنے اخراجات کرتے رہیں گے، ہمارے کاموں میں اللہ تعالیٰ بے انتہا برکت ڈالتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابھی تک جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہے کہ جہاں کسی کام پر دوسروں کا ایک ہزار خرچ ہو رہا ہو وہاں جماعت کو ایک سو خرچ کر کے وہ مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو جب تک اس طرح جماعت احتیاط کے ساتھ خرچ کرتی رہے گی، برکت بھی پڑتی رہے گی۔ جہاں قربانیاں کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی قربانیاں تمام قسم کی بدظنیوں سے بالا ہو کر پیش کریں گے اور جماعت کے افراد اسی سوچ کے ساتھ کرتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ خرچ کرنے والے احتیاط سے خرچ کرنے والے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔

## چندہ پر معترض لوگ

بعض لوگ ایسے بھی ہیں، چند ایک ہی ہیں، جو مالی لحاظ سے بہت وسعت رکھتے ہیں لیکن چندے اس معیار کے نہیں دیتے اور یہ باتیں کرتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ جماعت کے پاس تو بہت پیسہ ہے اس لئے جماعت کو چندوں کی ضرورت نہیں ہے، جو ہم دے رہے ہیں ٹھیک ہے۔ جماعت کے پاس بہت پیسہ ہے یا نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پیسے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ برکت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے معترضین اور مخالفین کو بھی یہ بہت نظر آتا ہے۔ معترضین تو شاید اپنی بچت کے لئے کرتے ہیں اور مخالفین کو اللہ تعالیٰ ویسے ہی کئی گنا کر کے دکھا رہا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ برکت ڈالتا ہے اور بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ مَیں نے یہاں بعض اپنوں کا ذکر کیا تھا جو کہتے ہیں کہ پیسہ بہت ہے اس لئے یہ بھی ہونا چاہئے اور یہ بھی ہونا چاہئے اور خود ان کے چندوں کے معیار اتنے نہیں ہوتے۔ عموماً جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی منصوبہ بندی سے خرچ کرتی ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کرنے والے بے فکر رہیں اور چندہ نہ دینے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے اپنے فرائض پورے کریں۔

(باقی آئندہ)

# علیکم بالشفائین: العسل و القرآن

## قرآنِ حکیم اور عسل مصفّٰی یعنی شہد میں روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج

(قسط پنجم)

### شہد کی مکھی اور نظامِ روحانی میں مماثلتیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔ یعنی اہلِ عقل کا یہ خاصہ ہے کہ وہ زمین وآسمان کی پیدائش اور دن اور رات کے آگے پیچھے آنے پر غور و فکر سے کام لیتے ہیں اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا کہ اے ہمارے رب! تو نے اس کائنات کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا بلکہ یقیناً اس پر تدبُّر کرنے سے ہم پر تیری قدرت کے نئے سے نئے باب کھلتے جا رہے ہیں۔ شہد کی مکھی کو جو خصوصیات خدا تعالیٰ نے اسے دیگر مخلوق پر عطا کی ہیں وہ تو بے شمار ہیں۔

آنحضور ﷺ نے بھی مؤمن اور شہد کی مکھی کی آپس میں مشابہت کا ذکر فرمایا ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

’’اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ؐ کی جان ہے۔ یقیناً ایک مؤمن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے۔ وہ پاک چیز ہی کھاتی ہے اور پاک چیز ہی مہیا کرتی ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعود ؑ بھی مؤمن کا شہد کے استعمال سے جو تعلق ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو فِیۡهِ شِفَآءٌ لِلنَّاس میں النّاس پر اَلۡ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس کے اپنے (یعنی خدا تعالیٰ کے) ناس (بندے) ہیں اور اس کے قرب کے لئے مجاہدے اور ریاضتیں کرتے ہیں ان کے لئے شفاء ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تو ہمیشہ خواص کو پسند کرتا ہے عوام سے اسے کیا کام؟

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 315)

اب مؤمن اور شہد کی مکھی میں چند مشترک خوبیوں کا تذکرہ ذیل میں مختصراً پیش کیا جاتا ہے:۔

### وحیٔ الٰہی سے مشرف ہونے کا اعزاز

اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی پر وحی کئے جانے کے ذکر میں فرمایا۔ وَاَوۡحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔ پس وحی کا ہی یہ کمال ہے جس نے اسکی فطرت کو پاک کیا ہے تبھی یہ ہمیشہ پھولوں پر بیٹھتی ہے جبکہ اس کے برعکس عام مکھیاں گند اور غلاظت پر بھی بیٹھی نظر آتی ہیں۔

مندرجہ بالا آیتِ کریمہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے اس خیال کا بھی ردّ فرمایا ہے کہ جب شہد کی مکھی کی وحی کا سلسلہ جاری ہے تو کس طرح تسلیم کرلیا جائے کہ خدا اب انسانوں سے کلام نہیں کرتا اور اس نے انہیں وحی سے محروم کر دیا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود ؑ جلد سوئم صفحہ 12-13)

حضرت مصلح موعود ؓ اپنی کتاب تفسیر کبیر میں مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس طرح شہد کی مکھی مختلف مقامات پر چھتے بناتی ہے۔ کبھی پہاڑوں میں، کبھی درختوں میں اور کبھی گھروں کی چھتوں میں۔ اسی طرح مؤمنوں کو ہونے والی وحی کے درجات بھی مختلف ہوا کرتے ہیں۔ انبیاء کی وحی بہت اعلیٰ ہوا کرتی ہے۔ اولیاء کو ہونے والی وحی انبیاء کے مقابل پر نسبتاً کم درجے کی ہوتی ہے اور عام مؤمنوں کی وحی کا درجہ ان سے بھی کم ہوتا ہے۔

### ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہونا

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَلۡاِمَامُ جُنَّةٌ یُقَاتَلُ مِنۡ وَّرَآئِهٖ

(بخاری کتاب الجهاد و السیر)

یعنی امام ایک ڈھال کی طرح ہوتا ہے جس کے تابع رہ کر ہی مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کی فرمانبرداری اور کامل اطاعت ہی کسی قوم کی حفاظت اور بقا کا باعث ہوسکتا ہے۔ اسی طرح شہد کی مکھیاں بھی اپنی ملکہ مکھی کی کامل پیروی کرتی ہیں اور اسکی خدمت اور حفاظت اپنی آخری سانس تک کرتی چلی جاتی ہیں۔ جس طرح نبوت اور خلافت خدا تعالیٰ کی خاص تائیدات کی حامل ہوتی ہیں اسی طرح ملکہ مکھی کو بھی خدا تعالیٰ نے دیگر شہد کی مکھیوں پر غیر معمولی فوقیت عطا فرمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیحِ الرابع ؒ نے اپنی تصنیف الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 479-482 میں اس مضمون پر غیر معمولی روشنی ڈالی ہے۔ ان میں سے چند ایک باتیں یہاں پیشِ خدمت ہیں:۔

* انڈے دینے کی صلاحیت صرف ملکہ مکھی کو ہی حاصل ہے۔

* صرف ملکہ مکھی کے جبڑوں میں دانت ہوتے ہیں باقی مکھیوں میں یہ خاصیت موجود نہیں ہوتی۔

* ملکہ مکھی متعدد بار ڈنگ مارنے کی صلاحیت رکھتی ہے جبکہ اس کے برعکس عام شہد کی مکھی صرف ایک بار ڈنگ مرسکتی ہے اور پھر ہلاک ہو جاتی ہے۔

* ملکہ مکھی کی عمر دیگر مکھیوں کے مقابل پر ۱۰۰ گنا سے بھی بڑھ جایا کرتی ہے۔

* انڈے دینے کے بعد یہ فیصلہ کرنا کہ کتنی نر مکھیاں اور کتنی مزدور مکھیوں کی ضرورت ہے۔ اور کتنے انڈے تلف کر دینے چاہیئں۔ اسی طرح مختلف معلومات سُن کر فیصلہ کرنا کہ کہاں چھتہ بنانا ہے اور کہا سے رس چوسنا ہے یہ بھی صرف ملکہ مکھی کا ہی خاصہ ہے۔

### وقفِ زندگی اور آخری سانس تک خدمت کرتے چلے جانے کی خاصیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے 27 مارچ 1970ء کو خطبۂ جمعہ میں شہد کی مکھی کی ایک منفرد خاصیت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

’’جن لوگوں نے شہد کی مکھیوں اور ان کے چھتوں پر تحقیق کی ہے وہ کہتے ہیں کہ شہد کی مکھی کے چھتے کے نیچے کبھی کوئی مردہ مکھی نہیں ملے گی اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ کام کرتے ہوئے پھول اور اپنے چھتے کے درمیان مر کر گر جاتی ہیں۔ یعنی وہ اپنے کام کے لحاظ سے ایک قسم کی شہید ہی ہے۔ کام کے اندر اس کی جان نکلتی ہے۔ وہ آخری سانس تک کام کرتی ہے۔‘‘

(خطباتِ ناصر جلد 3 صفحہ 80)

یہ ذکر کرنا بھی قارئین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا کہ ایک چائے کا چمچہ شہد بنانے کے لئے 12 مکھیاں اپنی تمام عمر صرف کر دیتی ہیں اور ایک مکھی کو ایک بار رس چوسنے کے لئے 3 میل کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ کام وہ اپنی زندگی میں متعدد بار کرتی ہے۔

(وکیپیڈیا۔ زیرِ لفظ Honey)

پس مکھی کا اسقدر مشقت کرنے اور کام میں لگے رہنے کی خاصیت کو قرآن شریف نے ان الفاظ میں مذکور کیا ہے فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا یعنی عاجزی کے ساتھ اپنے رب کی راہوں پر قدم مارتی چلی جا۔

حضرت مسیحِ موعود ؑ شہید اور شہد کی مکھی کے تعلق میں مماثلت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’یہ لفظ (یعنی شہید) شہد سے بھی نکلا ہے۔ عبادتِ شاقّہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کُدورت کو جھیلتے ہیں اور جھیلنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں اور جیسے شہد فِیۡهِ شِفَآءٌ لِلنَّاس کا مصداق ہے۔ یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 416)

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عجز و انکسار کے ساتھ بے لوث اور انتھک محنت اور خدمت کرنے کی خاص توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنے امام کی مکمل فرمانبرداری کرتے ہوئے اُن کے سلطانِ نصیر بننے والے ہوں اور خدا کے لئے ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلنے والے بن کر اس شہد کی طرح شیریں ہو جائیں جو لوگوں کی شفاء کو موجب بنتے ہیں۔

آمین اللّٰھم آمین۔ یا ارحم الراحمین۔

☆...☆...☆

---

## درخواست دعا

مکرمہ سمیرا مشہود صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ سید مشہود احمد صاحب، استاد جامعہ احمدیہ یوکے تحریر کرتی ہیں:۔

خاکسار کی والدہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ زوجہ مکرم کلیم اللہ اعوان صاحب گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے ٹائیفائیڈ اور ڈینگی کے مرض میں مبتلا ہیں۔ طبیعت مستقل خراب رہتی ہے۔ احباب جماعت سے ان کی کامل و عاجل شفایابی اور صحت والی فعال لمبی زندگی کے کے لئے دعا کی دردمندانہ درخواست ہے۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

# مالی نظام

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(قسط دوم)

(سلطان نصیر احمد)

## مالی قربانی مالی کشائش کے مطابق کریں

... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی استعدادیں زیادہ تھیں انہوں نے اس کے مطابق قربانی دی، دوسرے ان کو اللہ تعالیٰ کے اپنے ساتھ اس سلوک کا بھی علم تھا، ان کو پتہ تھا کہ مَیں آج اپنے گھر کا سارا سامان بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی دماغی صلاحیت دی ہے اور تجارت میں اتنا تجربہ ہے کہ اس سے زیادہ مال دوبارہ پیدا کرلوں گا اور توکل بھی تھا، یقین بھی تھا اور یقیناً اس میں اعلیٰ ایمانی حالت کا دخل بھی تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا جائزہ لیتے ہوئے گھر کا نصف مال پیش کر دیا اور اسی طرح باقی صحابہؓ نے اپنی استعدادوں کے مطابق قربانیاں کیں اور کرتے چلے گئے تو ہمیں اس ارشاد کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (البقرہ: 287) کو اپنے بہانوں کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے، خود اپنے آپ کو دیکھنا چاہئے کہ مالی قربانی کی میرے اندر کس حد تک صلاحیت ہے، کتنی گنجائش ہے۔ کم آمدنی والے لوگ عموماً زیادہ قربانی کر کے چندے دے رہے ہوتے ہیں بہ نسبت زیادہ آمدنی والے لوگوں کے۔ زیادہ پیسے کو دیکھ کر بعض دفعہ بعض کا دل کھلنے کی بجائے تنگ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ ایسی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ موصی بھی بہت کم آمدنی پر چندے دیتے ہیں اور ایسے راستے تلاش کر رہے ہوتے ہیں جن سے ان کی آمدنی کم سے کم ظاہر ہو۔ حالانکہ چندہ تو خدا تعالیٰ کی خاطر دینا ہے۔ ایسے لوگوں کا پھر پتہ تو چل جاتا ہے، پھر وصیت پر زد بھی آتی ہے۔ پھر معذرتیں کرتے ہیں اور معافیاں مانگتے ہیں۔ تو چاہے موصی ہو یا غیر موصی جب بھی مالی کشائش پیدا ہو اس مالی کشائش کو انہیں قربانی میں بڑھانا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری استعدادوں کو، کشائش کو اس لئے بڑھایا ہے کہ آزمائے جائیں۔ یہ دیکھا جائے کہ بیعت کے دعویٰ میں کس حد تک سچے ہیں۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (البقرہ: 287) کے ارشاد کے بعد اس ارشاد کو بھی مدّنظر رکھنا چاہئے کہ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَعَلَیۡہَا مَا اکۡتَسَبَتۡ (البقرہ: 287) یعنی نیک کام کا ثواب بھی ملے گا اور اگر ٹال مٹول کر رہے ہوگے تو نقصان بھی ہوگا۔ بہرحال اگر دل میں ذرا سا بھی ایمان ہو تو ایسے لوگ جن کی غلطیوں کی وجہ سے ان سے چندہ نہیں لیا جاتا جب ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ان کی وصیت پہ زد پڑتی ہے یا دوسرے لوگوں کے چندوں پہ۔ تو کیونکہ احمدی ہیں، دل میں نیکی ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے، پھر ان کے دل بے چین ہو جاتے ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا پھر معافیاں مانگتے ہیں اور ان کے لئے بات بڑی سخت تکلیف دہ بن رہی ہوتی ہے۔ تو جب نظام جماعت نے یہ اجازت دی ہوئی ہے کہ بعض آدمی مجبوریوں کی وجہ سے شرح کے مطابق چندہ نہیں دے سکتے تو رعایت لے لیں تو سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ رعایتی شرح کی منظوری حاصل کر لی جائے، بجائے اس کے کہ غلط بیانی سے کام لیا جائے۔ اور مَیں اس بارے میں کئی دفعہ کہہ بھی چکا ہوں کہ ایسے لوگوں کو بغیر کسی سوال جواب کے رعایت شرح مل جائے گی۔ تو ایک تو جو لوگ اپنی آمد غلط بتاتے ہیں وہ غلط بیانی کی وجہ سے گناہگار ہو رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے اس غلط بیانی کی وجہ سے اپنے پیسے میں بھی بے برکتی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس خدا نے اپنے فضل سے حالات بہتر کئے ہیں وہ ہر وقت یہ طاقت رکھتا ہے کہ ایسے لوگوں کو کسی مشکل میں گرفتار کر دے۔ پس خدا تعالیٰ سے ہمیشہ معاملہ صاف رکھنا چاہئے۔

## مالی قربانیوں کا جہاد

...یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس میں ایک جہاد مالی قربانیوں کا جہاد بھی ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام کے دفاع میں لٹریچر شائع ہوسکتا ہے، نہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو سکتے ہیں، نہ یہ ترجمے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتے ہیں۔ نہ مشن کھولے جاسکتے ہیں، نہ مربیان، (...) تیار ہو سکتے ہیں اور نہ مربیان، (...) جماعتوں میں بھجوائے جاسکتے ہیں۔ نہ ہی (بیوت الذکر) تعمیر ہوسکتی ہیں۔ نہ ہی سکولوں، کالجوں کے ذریعہ سے غریب لوگوں تک تعلیم کی سہولتیں پہنچائی جا سکتی ہیں۔ نہ ہی ہسپتالوں کے ذریعہ سے دکھی انسانیت کی خدمت کی جا سکتی ہے۔ پس جب تک دنیا کے تمام کناروں تک اور ہر کنارے کے ہر شخص تک (دین حق) کا پیغام نہیں پہنچ جاتا اور جب تک غریب کی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہ مالی جہاد جاری رہنا ہے۔ اور اپنی اپنی گنجائش اور کشائش کے لحاظ سے ہر احمدی کا اس میں شامل ہونا فرض ہے۔...

پس جو چندے کے معاملے میں سستیاں دکھانے والے ہیں وہ اپنے جائزے لیں اور جو جماعتی عہدیدار نئے شامل ہونے والوں کو اس کی اہمیت سے آگاہ نہیں کرتے وہ بھی ذمہ دار ہیں۔ پس جہاں دین کی نصرت کے لئے آسمان پر شور ہے وہاں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان ذمہ داریوں کو بھی ہمیں نبھانا ہوگا۔ اور ہم ہلاکت سے اس صورت میں بچ سکتے ہیں جب اَحۡسِنُوۡا پر عمل کرتے ہوئے اپنے فرائض عمدگی سے ادا کرنے والے ہوں اور اس کے نتیجہ میں خدا کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔...

## موصیان کو تمام تحریکات میں چندہ دینا چاہیے

... چندوں کے بارہ میں بعض جماعتوں کے بعض استفسار ہوتے ہیں جو بعض لوگوں کی طرف سے ہوتے ہیں جن کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ وضاحت کر دوں۔ ایک تو یہ کہ آج کل وصیت کی طرف بہت توجہ ہے۔ اور وصیت کی طرف توجہ تو ہوگئی ہے لیکن تربیت کی کافی کمی ہے۔ اس لئے بعض موصیان یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ہم نے وصیت کی ہوئی ہے اس لئے ہم صرف وصیت کا چندہ دیں گے باقی ذیلی تنظیموں کے چندے یا مختلف تحریکات کے چندے ہم پر لاگو نہیں ہوتے۔ تو یہ واضح ہو، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اگر تو حالات ایسے ہوں کہ تمام چندے نہ دے سکتے ہوں تو اس کی اجازت لے لیں۔ ورنہ توقع ایک موصی سے یہ کی جاتی ہے کہ ایک موصی کا معیار قربانی دوسروں کی نسبت، غیر موصی کی نسبت زیادہ ہونا چاہئے۔ تو اگر وصیت کا صرف کم سے کم 1/10 حصہ سے دے کر باقی چندے نہیں دے رہے تو ہوسکتا ہے غیر موصی دوسرے چندے شامل کر کے موصیان سے زیادہ قربانی کر رہے ہوں۔ تو اس لحاظ سے واضح کر دوں کہ کوئی بھی چندہ دینے والا، چاہے وہ موصی ہیں یا غیر موصی ہیں اگر توفیق ہے تو تمام تحریکات میں چندے دینے چاہئیں کیونکہ ہر تحریک اپنی اپنی ضرورت کے لحاظ سے بڑی اہم ہے۔

پھر ایک چیز یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اصل

بقیہ صفحہ 6 پر

## طلوع وغروب آفتاب

| 10 جولائی 2020ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 04:19 | 19:07 |
| مدینہ منورہ | 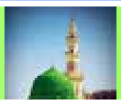 | 04:10 | 19:14 |
| قادیان | 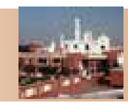 | 03:53 | 19:37 |
| ربوہ | | 03:33 | 19:16 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 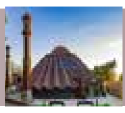 | 03:30 | 21:36 |